جناب ابوفاطمہ

شہید محراب رسول ﷺ حضرت عمر فاروقؓ کی سیرت سے چند جھلکیاں
(حضرت عمرؓ کے فضائل احادیث کی روشنی میں)

حضرت عمر فاروقؓ وہ شخصیت ہیں جن کے اسلام لانے کی دعا اور آرزو و تمنا نبی آخرالزمان حضرت محمد ﷺ نے خود فرمائی اللھم اعز الا سلام باحدالعمرین بعمر بن الخطاب او بعمر و بن ھشام اے اللہ اسلام کو دو عمر نامی شخصیات میں سے کسی ایک کے ساتھ عزت عطا فرما۔ عمر بن الخطاب کو مسلمان بنایا عمرو بن ہشام کو۔ رسول ﷺ کی دعا رب العرش کو پہنچی تو انتخاب اللہ نے اپنی پسند سے فرمایا۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی ایک روایت کے مطابق حضور ﷺ نے خاص عمر کا نام لے کر یوں فرمایا۔ اللھم اید الاسلام بعمر اے اللہ عمر سے اسلام کی نصرت فرما۔ اس دعا کا اثر تھا کہ وہ عمر جو کہ رسول ﷺ کے قتل کے ارادے سے برہنہ تلوار لئے ہوئے جا رہا تھا رب ذوالجلال نے تابع بنا کر آپ ﷺ کے دربار میں پہنچا دیا و الله يهدى من يشاء الى صراط مستقيم

حضرت عمر کا قبول اسلام: اسلام عمرؓ کا واقعہ معروف و مشہور ہے کہ ایک دن بانی اسلام کا کام تمام کرنے کی غرض سے چلے راستے میں نعیمؓ بن عبداللہ ملے پوچھا کہ کدھر تلوار تھان کر جا رہے ہو تو جواب میں کہا اس شخص کا کام تمام کرنے کے لئے جا رہا ہوں جس نے قریش میں پھوٹ ڈال دی اور ہمارے معبودوں کو برا بھلا کہتا ہے نعیمؓ نے اسے کہا کہ پہلے جا کر اپنے گھر کی خبر لے تمہارا بہنوئی سعیدؓ اور بہن فاطمہؓ اسلام قبول کر چکے ہیں۔ اس پر حضرت عمرؓ الٹے پاؤں بہن کے گھر روانہ ہوئے اس وقت اس کی بہن اور بہنوئی گھر میں بیٹھ کر حضرت خباب بن ارتؓ سے قرآن پاک کی تعلیم پا رہے تھے عمر کی آہٹ سن کر بہن نے قرآن مجید کے اوراق کو چھپا دیا اور خباب بن ارتؓ بھی گھر کے کسی کونے میں چھپ گئے عمرؓ نے پڑھنے پڑھانے کی آواز کے بارے میں دریافت کیا اور پھر بہنوئی کو اسلام چھوڑنے کا کہا اُس کے انکار کرنے پر مارنا شروع کیا بہن آگے بڑھی تو اسے بھی زدوکوب کیا بہنوئی کے سر سے خون بہنے لگا آخر بہن نے اپنے جذبات کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ اگر ہمیں مار کر ٹکڑے ٹکڑے بھی کر دو تو بھی اسلام نہیں چھوڑیں گے اس بات کا عمر کے دل پر ایسا اثر ہوا کہ اس نے وہ صحیفہ طلب کیا جو کچھ دیر پہلے یہ لوگ پڑھ رہے تھے۔ جس پر بہن نے اسے طہارت اور غسل کرنے کا کہا اور پھر اوراق قرآن ہاتھ میں تھما دیئے سورت طٰہٰ کے ابتدائی آیات مبارکہ جس میں قرآن کی حقانیت اور وحدانیت الٰہی کا مضمون تھا اسے پڑھ کر عمر کے دل کی دنیا بدل گئی اور اس نے اسلام قبول کرنے کی آمادگی ظاہر کی یہ سن کر حضرت خباب گھر

کے کونے سے نکل آئے اور کہا کہ اللہ کی قسم کل میں نے حضور ﷺ سے عمر کے اسلام لانے کی دعا سنی تھی حضور کے دربار میں حضرت عمر لائے گئے یہ سن ۶ نبوت کا واقعہ ہے دار ارقم میں نبی کریم نے عمر کے سینے پر ہاتھ رکھا اور کلمہ شہادت پڑھا کر یہ دعا فرمائی اللھم اخرج مافی صدر عمر من غلّ وابدله ایماناً یا اللہ عمر کے سینے میں جو کچھ بھی میل کچیل ہو دور کردے اور اس کے بدلے ایمان بھردے اس وقت حضرت عمر کی زندگی کا 27 واں سال تھا۔ ان سے قبل 39 افراد اسلام قبول کر چکے تھے روی ابن ابی خیثمة عن عمر لقد رایتنی وما اسلم مع رسول صلی الله علیه و سلم الا تسعة وثلاثون و کملتهم اربعین یہ وہ دور تھا جب مسلمان بہت کمزور اور ضعیف تھے عمر کے اسلام سے اہل اسلام کو قوت ودبدبہ اور ضیاء وحشمت مل گئی مسلمان اس سے پہلے اسلام کا اظہار نہیں کر سکتے تھے اور اپنے فرائض دینیہ اعلانیہ ادا نہیں کر سکتے تھے خانہ کعبہ میں جا کر نماز پڑھنا تو دور کی بات تھی پہلی دفعہ حضرت عمر نے مسلمانوں کو ساتھ لے کر برسرعام خانہ کعبہ میں نماز پڑھی۔ ابن ھشامؒ نے یہ واقعہ ان الفاظ میں حضرت ابن مسعود سے روایت کیا ہے فلمّا اسلم عمر قاتل قریشاً حتی صلی عندالکعبة وصلینا معه عمرؓ اسلام لائے تو قریش سے لڑے اور یہاں تک کہ کعبہ میں نماز پڑھی اور ان کے ساتھ ہم لوگوں نے بھی پڑھی ایک دوسری روایت میں یوں نقل ہے مازلنا اعزة منذ اسلم عمر حضرت عمرؓ جب سے اسلام لائے ہم مسلمانوں کو عزت (قوت) حاصل ہوگئی ابن ماجہ اور حاکم نے نقل کیا ہے کہ عمر کے اسلام پر جبرائیل علیہ السلام نازل ہوئے اور کہا یا محمدلقد استبشر اھل السماء باسلام عمر اے محمدؐ آسمان والوں نے عمر کے اسلام لانے پر خوشیاں منائیں ابن مسعودؓ نے ایک جگہ بڑی جامع انداز میں تبصرہ کیا ہے کان اسلام عمر عزاً وھجرته نصرٌ وامارته رحمةً حضرت عمر کا اسلام مسلمانوں کے لئے باعث عزت اور ہجرت باعث نصرت اور ان کی خلافت سراپا رحمت تھی۔

<u>اصابت رائے اور فراست عمر:</u> حضرت عمر فاروق کی اصابت رائے، سوجھ بوجھ اور فراست ان کی زندگی کا اہم ترین باب ہے رسول ﷺ نے فرمایا اتقو الفراسة المومن فانه ینظر بنورالله مومن کی فراست سے ڈرو اس لئے کہ وہ اللہ کے نور سے دیکھتا ہے اللہ کے نور سے دیکھنے والا دل کی آنکھوں سے وہ کچھ دیکھ لیتا ہے جو ظاہری آنکھ نہیں دیکھ پاتی عمرؓ کا دل مزکیٰ اور نور ایزدی سے مستنیر تھا آپؓ ہمیشہ مشورہ میں ایسی بات فرماتے جو کہ تیر بھدف ہوتی اکثر حضرت عمرؓ کی رائے پر قرآنی وحی بھی نازل ہوجاتی۔

<u>بدر کے قیدیوں اور اذان کے بارے میں رائے:</u> بدر کے قیدیوں کے بارے میں حضرت عمرؓ کی رائے تھی کہ انہیں اپنے مسلمان رشتہ دار اپنے ہاتھوں سے مار ڈالے سو پھر وحی بھی نازل ہوئی ماکان لنبی ان یکون له اسرىٰ حتیٰ یثخن فی الا رض

جب مسلمانوں کے سامنے یہ سوال آیا کہ نماز کے لئے لوگوں کو کس طرح جمع کیا جائے؟ مختلف صحابہ نے اپنے

اپنے مشورے حضورﷺ کو دیئے کسی نے آگ جلانے کا کہا کسی نے لکڑی پر لکڑی مارنے کسی نے ناقوس بجانے کا کہا کسی نے آدمی کے ذریعے صدائیں لگانے کی رائے دی لیکن نبی کریمﷺ کو ان میں کوئی مشورہ بھی پسند نہیں آیا یہاں تک کہ اگلی صبح حضرت عبداللہؓ بن زید بن عبدربہ دربار نبویﷺ آئے اور ان کے بعد حضرت عمرؓ پہنچے اور عرض کیا کہ کل جس کام کے بارے میں مشورہ ہوا رات کو میں نے خواب دیکھا کہ ایک نورانی فرشتہ پہاڑ پر چڑھ کر کہہ رہا تھا اللہ اکبر اللہ اکبر۔۔۔لا الہ الا اللہ پوری اذان سنائی یہ بتاتا تھا کہ نبی کریمﷺ کا چہرہ خوشی سے چمک اٹھا اور فرمایا یہی اذان ہے جو ابن زید بن عبدربہ اور فاروق بتا رہے ہیں۔

ستر وحجاب اختیار کرنے کا مشورہ: حضرت عمرؓ کی رائے تھی کہ عورتیں دن کو گھر سے نہ نکلے ام المومنین حضرت زینبؓ کو ارجع الی بیتک کہا تو اُدھر وحی نازل ہوئی **وقرن فی بیوتکن ولا تبرجن تبرج الجاھلیة الاولی . یا ایھاالنبی قل لازواجک و بناتک و نساء المومنین یدنین علیھن من جلا بیبھن** حضرت عمرؓ کی غیرت ایمانی پر الٰہی فرمان نازل ہوا۔ اللہ اکبر

منافق کا جنازہ نہ پڑھنے کی رائے: حضرت عمرؓ کا مشورہ تھا کہ منافقین کا جنازہ نہ پڑھا جائے تو آسمان سے اس کی تائید اتری **ولا تصل علی احد منھم مات ولا تقم علی قبرہ انھم کفروا با اللہ ورسولہ**

موافقات عمر موضوع مستقل: ان چار مثالوں سے آپ کی اصابت رائے کو اور بھی استحکام ملتا ہے اس موضوع کی اہمیت کی پیش نظر سیرت نگاروں نے مستقل باب موافقات عمر کے نام سے قائم کیا۔ حضرت شاہ ولی اللہؒ نے پچیس مقامات مماثلت کے گنوائے۔ بعض علماء نے اس پر مستقل رسالے بھی تالیف کئے جیسے علامہ جلال الدین سیوطیؒ کا رسالہ موافقات القرآن لعمر وغیرہ۔

نبی کی طرف سے فاروق کا لقب ملنا: کفار مکہ وقریش کے مقابل میں عزیمت ، پامردی اور اسلام کی حمایت وغیرت کے مظاہر پر حضورﷺ نے آپ کو فاروق کا لقب عطا فرمایا اس لئے کہ آپ نے مکہ میں حق وباطل کو ایک دوسرے سے الگ اور نمایاں کیا' اور بعض روایات کے مطابق منجانب اللہ یہ لقب عطا ہوا۔

علی الاعلان ہجرت اور کفار کو مقابلہ کی دعوت: سن 13 نبوی کو جب ہجرت مدینہ کا حکم الٰہی آیا تو مسلمانوں نے ایک ایک اور دو دو ہو کر خاموشی سے چھپ کر ہجرت شروع کردی تاکہ قریش مزاحم نہ ہوں لیکن حضرت عمرؓ کے بارے میں روایت ہے کہ آپ نے ۲۰ آدمیوں کو ملا کر کھلے عام ہجرت کی۔ تلوار، کمان اور تیر گلے اور کمر پر لٹکا کر خانہ کعبہ کا طواف کیا پھر قریش کو مخاطب کر کے کہا میں مدینہ جا رہا ہوں جس میں ہمت ہو مجھے روک کر دکھائے جو کوئی اپنی ماں کو ماتم کناں بیٹے کو یتیم اور بیوی کو بیوہ کرنا چاہتا ہے وہ اس وادی کے اُس پار مجھ سے دو دو ہاتھ کر لے۔

قباء میں قیام اور مواخات: مدینہ پہنچ کر قباء میں حضرت رفاعہؓ بن عبدالمنذر کے ہاں آپ کا قیام رہا پھر رسول ﷺ نے کچھ عرصہ بعد آپ کو ایک قطعہ زمین عنایت فرمائی تو اس پر مکان تعمیر کرکے وہاں منتقل ہوئے مدینہ میں آپ کی مواخات قبیلہ بنوسالم کے سردار عتبانؓ بن مالک سے قائم ہوئی

مشاہد وغزوات میں شرکت: اہل کفر کے ساتھ جتنے معرکے لڑے گئے ان سب میں حضرت عمرؓ حضور ﷺ کے ہمرکاب رہے کسی غزوہ میں آپ پیچھے نہ رہے اور نہ کبھی گریز کیا غزوہ بدر، غزوہ سویق، غزوہ احد، غزوہ بنی النضیر، غزوہ بنی المصطلق، غزوہ احزاب، صلح حدیبیہ، فتح مکہ، حنین، غزوہ تبوک غرض تمام جنگی معرکوں میں حضور ﷺ کے دوش بدوش رہ کر نمایاں کارنامے انجام دیئے اولین معرکہ حق وباطل میں آپ کی بعض خصوصیات یوں نقل ہیں۔

۱۔ اس جنگ میں کفار کی طرف سے جو لوگ آئے تھے ان میں حضرت عمرؓ کے رعب کی وجہ سے اُس کے خاندان بنوعدی سے کوئی بھی فرد مسلمانوں کے مقابلے کے لئے نہیں آیا۔

۲۔ اس جنگ میں پہلا آدمی جس کا خون شہادت کی صورت میں بارگاہ الٰہی میں پہنچا وہ حضرت عمر کا غلام مہجع تھا۔

۳۔ حضرت عمر نے اپنے ماموں عاص بن ہشام بن مغیرہ کو جو قریش کا ایک معتبر سردار تھا اپنے ہاتھوں سے کیفر کردار تک پہنچایا یعنی قتال میں اپنے عزیز ترین رشتہ دار کو بھی معاف نہ کرکے اشد ھم فی امر اللہ عمر کی روایت قائم کی۔

واقعہ قرطاس اور خلافت ابوبکرؓ کے مسائل: بعض معاندین دانستہ یا نادانستہ طور پر حضرت عمرؓ کو واقعہ قرطاس (جس میں حضورؐ نے کاغذ قلم طلب فرمایا) کے بارے میں حضرت عمرؓ کو مورد الزام وطعن وتشنیع ٹھہراتے ہیں۔ حقیقت یہی ہے کہ حضرت عمرؓ کو حضور ﷺ سے حد درجہ محبت وعقیدت تھی' اسی لئے مرض وفات اور درد کی شدت کو ملحوظ رکھ کر حضور ﷺ کو تکلیف دینا گوارا نہیں کیا۔ اس واقعے کے بعد بھی حضور ﷺ دنیا میں پانچ روز تک جلوہ افروز رہے۔ اگر بقول معاندین کے حضرت علیؓ کی خلافت کا یا اور کوئی اہم بات کی وصیت ضروری تھی تو وہ اس دوران لکھوا دیتے۔ اسی طرح حضور ﷺ کی رحلت کے بعد خلافت کی گتھی سلجھانے کے حوالے سے بھی حضرت عمرؓ کو نشانہ بنایا جاتا ہے' ورنہ تو حقیقت تو یہی ہے کہ ابوبکرؓ کی خلافت کے صریح اشارات حضور ﷺ کے ارشادات میں موجود تھے۔

دس برس کی قلیل مدت میں دو بڑی طاقتوں کا زیروزبر کرنا: ساڑھے دس برس کی قلیل عرصہ خلافت میں حضرت عمرؓ نے اپنی غیرت ایمانی وقوت کے بل بوتے پر دنیا کے دو بڑی قدیم طاقتور حکومتوں کا غرور خاک میں ملا دیا۔ قیصر وکسریٰ کے تخت وتاج اور سامان زیب وعیش وآرائش مدینہ کی گلیوں میں بچوں کے ہاتھوں کھلونے اور گیند بن کر رہ گئے۔ دنیا کی تاریخ میں حضرت عمرؓ کے علاوہ سات فاتحین کا ذکر نمایاں ملتا ہے' یعنی ہانی بال' سکندر' چنگیز' تیمور' نپولین' نادرشاہ اور ابدالی لیکن ان میں حضرت عمرؓ کا کردار واخلاق ہمالیہ کی طرح بلند وبالا ہے۔ ع چہ نسبت خاک را با عالم پاک

مدینہ میں بیٹھ کر فوجوں کی کمان سنبھالنا: یہ ساتوں فاتحین بنفس نفیس جنگوں میں فوج کی کمان کرتے تھے۔ لیکن

فاروق اعظمؓ پوری مدت خلافت میں ایک دفعہ بھی شریک جنگ نہیں ہوئے۔ مدینہ میں بیٹھ کر فوج کی کمان سنبھالتے رہے۔ ایک مرتبہ تو ایسا بھی ہوا کہ آپ مسجد نبوی میں خطبہ دے رہے تھے کہ اچانک خطبہ روک کر فرمایا یا ساریۃ الجبل اس کے بعد خطبہ کی تکمیل فرمائی۔ اختتام پر سامعین میں سے کسی نے پوچھا کہ امیر المومنین حضرت ساریہؓ تو اس وقت ملک شام میں فوج کی کمان کر رہے ہیں۔ آپ نے انہیں کیسے پکارا؟ تو فرمایا کہ اس وقت اللہ تعالیٰ نے میدان جنگ مجھ پر منکشف (ظاہر) کردیا۔ تو میں نے دیکھا کہ ساریہؓ کی جنگی پوزیشن (طریقہ کار کے اعتبار سے) غلط ہے۔ اُن کے اور پہاڑی کے درمیان بہت خلاء ہے۔ چونکہ اس بات کا قوی امکان تھا کہ دشمن کا وا کاٹ کر پیچھے سے حملہ کردے اور انہیں گھیرے میں لے لے۔ اس لئے میں نے اُس کو متنبہ کیا۔ بعد میں جب ساریہؓ مدینہ واپس آئے تو انہوں نے شہادت دی کہ ہم نے فاروق اعظمؓ کی آواز میدان جنگ میں سن کر اس پر عمل کیا۔ دنیا کی تاریخ میں اس کی نظیر نہیں ملتی۔

مفتوحہ علاقوں کے بعض نام: حضرت عمرؓ نے جو علاقے فتح کئے ان میں ایک ہزار چھتیس شہر شامل ہیں' اُن میں سے بعض کے نام یہ ہیں: دمشق' روم' قادسیہ' حمص' جلولا' رقہ' رہا' حران' راس العین' خابو' عسقلان' طرابلس اور اس سے ملحقہ سارا ساحلی علاقہ' دوسری طرف بیت المقدس' بنیسان' یرموک' جابیہ' اھواز' قسادیہ' مصر' نستر' نہاوندری اور اس سے ملحقہ علاقے۔ مشرق میں اصفہان' بلادفارس' اصطخر' ہمدان' مغرب میں نوبہ' بربر' برس' مدائن' بابل' فحل' لاذقیہ' انطاکیہ' حلب' آذربائیجان' طبرستان' آرمینیہ' کرمان' سیستان' خراسان' خاران' مکران وغیرہ۔

محاسبہ کا فکر: حضرت عمرؓ نے اپنے دورِ خلافت میں حکمرانوں کے لئے وہ مثالیں پیش کیں جن کی نظیر تاریخ عالم پیش کرنے سے عاجز ہے۔ آپ کو اپنے عمل و کردار کے محاسبہ کی اتنی فکر ہوتی کہ ہر وقت زبان پر یہ جملہ رہتا کہ اگر فرات کی موجوں میں بکری کا بچہ بھی مرگیا تو عمر ہی سے اس کے بارے میں حساب و کتاب ہوگا۔

سید القوم خادمهم کا حقیقی عکس: رعایا کے حالات جاننے کے لئے حضرت عمرؓ راتوں کو پہرہ دیتے تھے' حضورؐ کے فرمان سید القوم خادمهم کا حقیقی عکس تھے' ایک رات دیکھا کہ ایک مسافر شخص حیران و پریشان ہے۔ پوچھنے پر معلوم ہوا کہ اس کی بیوی وضع حمل کی تکلیف ہے اور کوئی دائی وغیرہ نہیں مل رہی ہے۔ اس موقع پر حضرت عمرؓ نے گھر جاکر اپنی بیوی کو آج کی اصطلاح میں خاتونِ اول کو لاکر اس عورت کی دائی بنادیا' اور خود خیمہ سے باہر بیٹھ کر بدو سے پوچھنے لگا کہ عمرؓ کے بارے میں کیا کہتا ہے کیسا ہے؟ اس نے کہا کہ عمرؓ کے رعب سے بڑے بڑے لوگوں کے پسینے چھوٹ جاتے ہیں' ابھی یہی باتیں ہو رہی تھیں کہ اندر سے آواز آئی بشری لک یا امیر المومنین فان لاخیک ولد (امیر المومنین مبارک ہو آپ کے بھائی کے گھر بچہ پیدا ہوا ہے) امیر المومنین کا لفظ سن کر وہ بدو بڑا پریشان ہوا۔ حضرت عمرؓ نے اسے تسلی دیتے ہوئے کہا کہ کونسی بڑی بات ہوئی ہے' میں نے اپنا فرض نبھایا ہے۔

رعایا کی راتوں کو خبر گیری اور آخرت کی جوابدہی کا خوف: ایک دفعہ رات کو گشت کے دوران ایک گھر سے بچے کے رونے کی آوازیں سنی جو کہ رو رہے تھے' یا امیَّ الجوع یا امیَّ الجوع یا امی الطعام اے اماں بھوک لگی ہے' کھانا دو۔ حضرت عمرؓ نے دروازہ کھٹکھٹایا اور پوچھا کہ گھر میں کون ہے جو بچوں کو رُلا رہے ہیں' گھر سے آواز آئی کہ میں ایک بیوہ ہوں' گھر میں کھانے کے لئے کچھ نہیں اور ہانڈی میں ٹھیکریاں ڈال کر بچوں کو بہلا رہی ہوں۔ عمرؓ نے باہر سے کہا کہ بیت المال سے وظیفہ لینے کی درخواست دے دو۔ تو بیوہ نے اندر سے کہا کہ وہ چرواہا کس کام کا جس کو اپنے ریوڑ کا پتہ نہیں یعنی امیر المومنین کو خود ہماری خبر لینی چاہیے۔ پھر کہا کہ قیامت میں خداتعالیٰ منصف ہوں گے اور میرا ہاتھ عمر کے گریبان میں ہوگا۔ حضرت عمرؓ یہ سن کر کانپ گئے۔ اور بیت المال جاکر متولی اسلم کو کہا جو بیت المال کا رکھوالا تھا' فرمایا کہ بیت المال کھولو اور پھر کھانے پینے کی مختلف اشیاء ایک بوری میں باندھ کر کہا کہ یہ میرے کاندھے پر رکھ دو' جس پر اسلم نے کہا کہ جی ہم خادم موجود ہیں۔ آپ کیوں اٹھائیں؟ عمر نے جواب میں کہا کہ آج تم بوجھ اٹھالو گے کل روز قیامت عمر کے گناہوں کا بوجھ کون اٹھائے گا؟ پھر حضرت عمرؓ نے خود اپنے ہاتھوں سے آگ جلا کر اس بیوہ کے بچوں کو کھانا کھلایا۔ بیوہ نے پوچھا کہ تم کون ہو؟ تو فرمایا میں ڈرتا ہوں کہ کل تیرا دوپٹہ میری گردن میں نہ ہو۔ اور تم مجھے گھسیٹو' مجھے قیامت کے دن نبی ﷺ کے سامنے شرمندہ نہ ہونا پڑے۔

پھر بیوہ کو مخاطب کر کے کہا کہ یہ کپڑا میری گردن میں ڈال کر مجھے گھسیٹو میں تمہارا مجرم ہوں' یہ سن کر وہ بیوہ رو رو کر بدحال ہوگئی اور کہا کہ کل میں خدا کو کہوں گی کہ عمر بیواؤں اور اجڑوں کو آباد کرتا تھا۔

قحط وقلت میں ذاتی ایثار وقربانی: حضرت عمرؓ کے زمانے خلافت میں ۱۸ھ کو قحط پڑ گیا۔ جس کو قحط عام الرمادۃ کے نام سے مورخین نے یاد کیا ہے۔ اس قحط کے دوران آپؓ نے جس رعایا پروری غمگساری کا ثبوت دیا۔ وہ زمانہ حال اور ماضی میں کمیاب نہیں بلکہ نایاب ہے۔ ہزاروں اونٹوں پر غلہ لاد کر آپ نے شام اور مصر سے مدینہ اور مکہ پہنچایا اور اہل ضرورت وحاجت میں تقسیم کیا۔ اس قحط کے دوران نو ماہ تک عمرؓ نے گوشت' گھی' مچھلی اور کوئی بھی لذیذ شے نہیں کھائی۔ آپ خود کو مخاطب کر کے کہتے کہ اے عمر تو بُرا حاکم ہے' اگر تو نے قحط میں اچھا کھایا اور تیری رعایا کو ردی اور خراب اناج کھانا پڑا۔ نو ماہ تک مسلسل موٹا جھوٹا کھانے سے آپ کے چہرے کا رنگ تک بدل گیا۔ ایک دفعہ آپ کے ایک غلام کی نظر بازار میں گھی وغیرہ پر پڑی تو عمرؓ کے لئے چالیس درہم کا اپنی جیب سے خرید لیا اور پھر ان کی خدمت میں پیش کر کے کہا کہ اب بازار میں گرانی ونایابی اور قحط کا اثر ختم ہوگیا ہے۔ اس لئے آپ بھی استعمال کریں۔ اس پر عمرؓ نے فرمایا کہ فقراء میں خیرات کردو۔ میرے اور میرے اہل وعیال کے لئے اس وقت تک حلال نہیں ہے جب تک یہ چیزیں سب لوگوں کو میسر نہ آجائیں۔ ان ہی ایام قحط میں آپ کو ایک دفعہ کسی نے شہد کا شربت پیش کیا تو آپ نے معذرت کے ساتھ کہا کہ میرے لئے اس کا استعمال اس وقت جائز نہیں جب تک لوگوں کی زندگی معمول پر نہ آجائے۔ اسی طرح

ایک شخص نے حلوہ پیش کیا تو آپ نے فرمایا کہ والله لا اكله الا ان يكون طعاما الناس كلهم مثله

قرآن مجید کی جمع وتدوین حضرت عمرؓ کے مشورے سے: قرآن مجید جو اسلام کی بنیاد ہے اس کو جمع کرنا ترتیب دینا صحیح نسخے لکھوانا اور پھر اسے دنیا میں رواج دینا یہ سب کام حضرت عمرؓ کے اہتمام کی بدولت عمل میں آیا۔ حضرت ابوبکرؓ کے زمانہ خلافت میں جب مسیلمہ کذاب کے ساتھ لڑائی ہوئی تو سینکڑوں صحابہؓ جن میں حفاظ قرآن بھی تھے شہید ہوئے۔ حضرت عمرؓ نے اس پر حضرت ابوبکرؓ کی توجہ دلائی کہ اگر اس طرح حفاظ اٹھتے گئے تو قرآن جاتا رہے گا۔ اس لئے اس کی جمع وترتیب ہونی چاہیے۔ حضورﷺ کے زمانے میں قرآن تختیوں' کھجور کے پتوں' ہڈیوں پر منتشر لکھا گیا تھا۔ ابوبکرؓ نے ابتداء میں اس کام پر آمادگی ظاہر نہیں کی اور فرمایا کہ جو کام رسول اللہﷺ نے نہیں کیا میں کیونکر کروں؟ لیکن پھر عمرؓ کے بار بار مصلحت اور ضرورت بیان کرنے پر ان کو شرح صدر ہوئی' لہٰذا حضرت زید بن ثابتؓ جو کہ سب سے زیادہ وحی لکھنے والے صحابی تھے' اُسے اس کام پر مامور کیا گیا۔ اس طرح یہ عظیم کام انجام پذیر ہوا۔

اولیات عمرؓ: زندگی کے مختلف شعبوں اور صیغوں میں حضرت عمرؓ نے جو نئی نئی باتیں ایجاد کیں ان کو مورخین نے اولیات عمر سے تعبیر کیا ہے۔ انتظامی' مدنی' معاشرتی اور دینی اعتبار سے یہ چیزیں انسانیت کیلئے نہ صرف اُس وقت نہایت کارگر اور مفید رہیں بلکہ آج تک اِن کی اہمیت مسلم ہے۔ ان میں سے چند ایک یہ ہیں۔

بیت المال یعنی خزانہ کا قیام۔ عدالتوں اور قاضیوں کا تقرر۔ سن ہجری وقمری کا اجراء۔ دفتر مال اور پیائش جاری کرنا۔ مردم شماری رائج کرنا۔ نہروں کی کھدائی۔ نئے شہروں کو آباد کرنا۔ مقبوضہ علاقوں کو صوبوں میں تقسیم کرنا۔ دارالاسلام میں غیر مسلم تاجروں کو تجارت کی اجازت دینا۔ جیل خانے کا قیام۔ محکمہ پولیس کا قیام۔ فوجی چھاؤنیاں بنانا۔ مسافروں کے لئے سرائے اور آرام گاہ بنانا۔ مختلف شہروں میں مہمان خانے بنانا۔ اساتذہ' ائمہ اور مؤذنین کے وظائف مقرر کرنا۔ صبح کی اذان میں الصلوة خير من النوم کا اضافہ۔ قیاس کا اصول قائم کرنا۔ نماز تراویح جماعت سے پڑھانا۔ مساجد میں وعظ کا طریقہ رائج کرنا۔ غریب عیسائیوں اور یہودیوں کو روزینے دینا۔ فرائض میں عول کا مسئلہ بیان کرنا۔ راتوں کو رعایا کا حال معلوم کرنے کیلئے گشت کرنا۔ مکاتیب قائم کرنا۔ مساجد میں راتوں کو روشنی کا انتظام۔ ہجوہ (مذمتی اشعار) کہنے پر تعزیری سزا۔ لاوارث بچوں کی پرورش اور تربیت کا انتظام۔ طلاق ثلاثہ کو بائن قرار دینا۔

حضرت عمرؓ کا قتل ایک گہری سازش تھی نہ کہ صرف ابولؤلؤ کی وقتی رنجش:

مسجد نبوی کی تاریخ کا عظیم سانحہ جس نے تاریخ اسلام بلکہ تاریخ عالم کا رُخ موڑ دیا وہ خلیفہ دوم عمر فاروقؓ کی شہادت ہے۔ اواخر ذوالحجہ ۲۳ھ کو مسجد نبویؐ میں نماز فجر کی امامت کرتے ہوئے' آپؓ پر حملہ کیا گیا۔ جس کے نتیجے میں آپ شدید زخمی ہوئے۔ اس حالت میں بھی اہتمام نماز کیلئے آپ نے عبدالرحمٰن بن عوفؓ کو بڑھایا۔ اور خود محراب رسولؐ میں لہولہان پڑے رہے۔ مختصر نماز پڑھنے کے بعد صحابہ نے قاتل کو دھر لیا اس موقع پر لعین وازلی بدبخت قاتل

ابولولو فیروز نے اسی زہر آلود خنجر سے خودکشی کر ڈالی جس سے حضرت عمر پر چھ وار کئے تھے' اس واقعے کے پس منظر کے بارے میں تاریخ میں یوں مندرج ہے کہ حضرت مغیرہ بن شعبہؓ کے مجوسی غلام مذکور نے ایک روز امیر المومنین سے بازار میں گزرتے ہوئے شکایت کی کہ ''میرے آقا مغیرہ بن شعبہؓ نے مجھ پر بھاری محصول مقرر کیا ہے' آپ کم کردیجئے'' حضرت عمرؓ نے تعداد پوچھی تو اس نے کہا ''یومیہ دو درہم'' حضرت عمر نے پھر پوچھا ''تمہارا پیشہ کیا ہے'' وہ بولا ''نجاری (بڑھئی کا کام) نقاشی اور آہن گری'' آپؓ نے فرمایا کہ ان صنعتوں کے مقابلے میں یہ رقم تو کچھ بھی نہیں۔ اس پر فیروز دل میں سخت ناراض ہوا۔ اور پھر دوسرے روز قاتلانہ حملہ کر دیا۔ زخم بڑے گہرے تھے اور اس کی تاب نہ لاکر آپ یکم محرم ۲۴ھ کو اس دار فانی سے کوچ کر گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

اس عظیم سانحہ کا صرف اس قدر پس منظر کہ یہ یک وقتی اور برائے نام رنجش کا نتیجہ تھا یہ بوالعجبی ہے' درحقیقت واقعات وحالات کا تجزیہ اور معروضی حقائق کا ادراک کرنے والا سمجھ سکتا ہے کہ اس قتل کے پیچھے بہت بڑی سازش اور منصوبہ پنہاں ہے۔ اس کے تانے بانے ایک طرف ایران کے مجوسی شکست خوردہ کے شاہی خاندان سے ملتے ہیں' تو دوسری طرف یہودیت کے وہ علمبردار جنہیں عرب کی زمین سے بے دخل کیا گیا تھا۔ اور تیسری طرف منافقین کی وہ جماعت جو مسجد ضرار کے ڈرامائی کردار ہیں۔ ان سب سے اس سازش کی کڑیاں ملتی ہیں تاکہ مسلمانوں کے مضبوط مرکز اور جمعیت کو توڑا جاسکے۔

سازش پر دلالت کرنے والی دو روایات طبری: ابولولو کے منصوبے کا اندازہ علامہ طبری کی اس روایت سے بھی لگایا جاسکتا ہے جس میں مندرجہ بالا واقعہ کا ذکر کرتے ہوئے مزید کہا گیا کہ حضرت عمرؓ نے ابولولو سے پوچھا کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ تو کہتا ہے کہ میں اپنی ایسی چکی تیار کرسکتا ہوں' جو ہوا کے ذریعہ چلے اور آٹا پیسے کیا واقعی ایسا ہے' اس پر وہ کہنے لگا کہ ہاں۔ آپؓ نے فرمایا تو میرے لئے بھی ایک ویسی چکی تیار کر دو۔ ابولولو کہنے لگا کہ اگر میں سلامت رہا تو آپ کیلئے ایسی چکی تیار کروں گا کہ مشرق ومغرب کے لوگ اس کے بارے میں باتیں کریں گے۔ پھر وہ وہاں سے چلا گیا' حضرت عمرؓ نے (ان کے جانے کے بعد) فرمایا (تمہیں معلوم ہے) کہ یہ غلام ابھی ابھی مجھے قتل کی دھمکی دے کر گیا ہے۔ لئن سلمت لا عملن لک رحی یتحدث بها من المشرق والمغرب

یہ الفاظ اس سازش کی بین غمازی کر رہے ہیں' سازش کا اندازہ تاریخ الامم والملوک کی دوسری روایت سے بھی ہوتا ہے جو کہ سعید بن المسیبؓ نے عبدالرحمٰن بن ابی بکرؓ سے کی ہے' عبدالرحمٰن کہتے ہیں کہ حضرت عمرؓ پر حملے والے روز سے ایک روز قبل شام کو میرا گزر ابولولو کے پاس سے ہوا' وہاں اس کے ساتھ جفینہ اور ھرمزان میں تھا' (غالباً) وہ کوئی خفیہ مشورہ کر رہے تھے' جب میں اچانک ان کے سامنے آیا تو وہ گھبرا کر بد کے اور ان میں سے کسی ایک کے ہاتھ سے ایک ایسا خنجر گر گیا' جس کے دونوں جانب پھل تھے' اور درمیان میں دستہ تھا۔ چنانچہ قتل والے دن' میں نے کہا کہ جاؤ دیکھو تو کس چیز

سے (حضرت عمرؓ) کو قتل کیا گیا۔ مسجد سے لوگ منتشر ہو چکے تھے۔ بنی تمیم کا ایک آدمی اس کی تلاش میں گیا اور کچھ دیر بعد واپس آیا۔ یہ وہی شخص تھا جس نے عمر کے قتل کے بعد ابولؤلؤ کو بھاگتے ہوئے پکڑا تھا' تو وہی خنجر اس کے پاس تھا' جس کے اوصاف عبدالرحمٰن نے بیان فرمائے ہیں۔

اگرچہ طبری کے یہ روایات کچھ تنقیدی پہلو بھی رکھتے ہیں' لیکن پھر بھی اس قدر معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عمرؓ کا قتل وقتی امر نہیں بلکہ سوچی سمجھی اور گہری سازش تھی' جس کے تحت مسلمانوں کی قوت کو پارہ پارہ کرنا تھا۔

مدینہ اور شہادت کی موت کا متمنی: حضرت عمرؓ کو شہادت اور مدینہ شریفہ کی موت مطلوب تھی' اس لئے اکثر یہ دعا فرماتے تھے: اللھم ارزقنی شھادۃ فی سبیلک واجعل موتی فی بلد حبیبک محمد ﷺ "یا اللہ مجھے شہادت کی موت عطا فرما' مجھے مدینہ کی موت عطا فرما" آپؓ کی یہ دونوں دعائیں منظور ہوئیں۔

نائب اور خلیفہ چننے کیلئے کمیٹی کا قیام: بہر صورت حضرت عمر پر جو چھ وار کئے گئے تھے اس میں سے ایک ناف کے نیچے پڑا تھا' طبیب بلایا گیا' جس نے نبیذ اور دودھ پلایا تو یہ دونوں چیزیں زخم کی راہ سے باہر نکل آئیں۔ اب ان زخموں سے جانبر ہونے کا امکان نہ رہا' لوگوں نے آپ کو نائب کا تقرر کرنے کا عرض کیا تو آپ نے مندرجہ ذیل چھ صحابہ کا نام بتایا کہ ان میں سے جس کی نسبت کثرت رائے ہو وہ خلیفہ منتخب کرلیا جائے۔ حضرت عثمانؓ۔ حضرت علیؓ۔ حضرت زبیرؓ۔ حضرت طلحہؓ۔ حضرت سعد بن ابی وقاصؓ۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ۔

حضور ﷺ کے پہلو میں تدفین کی خواہش اور بی بی عائشہؓ کا ایثار: حضرت عمر نے اپنے بیٹے حضرت عبداللہ بن عمرؓ کو بلا کر کہا کہ حضرت عائشہؓ کے پاس جاؤ اور کہو کہ عمرؓ آپ سے اجازت طلب کرتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے پہلو میں دفن کی جائے۔ عبداللہ حضرت عائشہؓ کے پاس آئے' تو وہ رو رہی تھیں۔ حضرت عمرؓ کا سلام اور پیغام پہنچایا جس پر حضرت بی بی عائشہؓ نے کہا "اس جگہ کو میں اپنے لئے محفوظ رکھنا چاہتی تھی' لیکن آج عمرؓ کو اپنے اوپر ترجیح دوں گی" ابن عمرؓ نے واپس اپنے والد کو یہ پیغام پہنچایا تو اس پر خلیفہ نے فرمایا "یہی سب سے بڑی آرزو تھی"

مورخین نے لکھا ہے کہ اس موقع پر حضرت عمرؓ نے بیٹے کو تلقین کی کہ جب میں انتقال کر جاؤں تو پھر ایک دفعہ دوبارہ بھی جا کر حضرت عائشہؓ سے پوچھ آنا کہ میں اپنے دوستوں کے ساتھ دفن ہونا چاہتا ہوں۔ اگر طیب خاطر سے اجازت دے دیں تو ٹھیک ہے ورنہ تو مسلمانوں کے عام قبرستان میں دفن کر دینا۔ آپؓ کا جنازہ حضرت صہیبؓ نے پڑھایا۔

حضرت عمرؓ کے فضائل احادیث کی روشنی میں

حضور ﷺ کا عمرؓ کو دعا میں یاد رکھنے کا فرمان: ابوداؤد شریف میں حضرت عمرؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے عمرہ پر جانے کیلئے رسول اللہ ﷺ سے اجازت چاہی' تو آپ ﷺ نے انہیں فرمایا کہ لاتنسانا من دعائک یا اخی "اے میرے بھائی' ہمیں اپنی دعا میں نہ بھولنا" حضرت عمرؓ کہتے ہیں کہ یہ ایک ایسا جملہ ہے جس کے بدلے میں

مجھے اگر کوئی پوری دنیا بھی دینا چاہے تو میں اس کے لئے تیار نہیں ہوں۔ کلمة مايسرني ان لي بها الدنيا

عمرؓ کی زبان و دل پر حق جاری ہے: حضرت عبداللہ ابن عمر سے ترمذی شریف میں روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ جل جلالہ نے عمرؓ کی زبان اور دل پر حق جاری کر دیا ہے۔ ابوداؤد میں حضرت ابوذرؓ سے یہ روایت کچھ یوں ہے کہ اللہ نے حضرت عمرؓ کی زبان پر حق رکھ دیا ہے۔

عمر کو دیکھ کر شیطان راستہ چھوڑ دیتا ہے: بخاری اور مسلم کی ایک طویل روایت میں حضور ﷺ نے حضرت عمرؓ کو فرمایا کہ اُس ذات کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے۔ اے عمر جب تمہیں شیطان کسی راستے میں چلتا ہوا دیکھتا ہے تو وہ اُس راستے کو چھوڑ کر بھاگ جاتا ہے۔ اور دوسرا راستہ اختیار کر لیتا ہے۔

حضور ﷺ کا فرمان ابوبکرؓ و عمرؓ میرے آنکھ اور کان ہیں: حضرت عبداللہ بن حنطبؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ایک مرتبہ حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کو دیکھ کر فرمایا کہ یہ میرے لئے بمنزلہ آنکھ اور کان کے ہیں۔

آسمان اور زمین والے دو وزیر: حضرت ابوسعید خدریؓ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ ہر نبی کے دو وزیر آسمان والوں میں سے ہوتے ہیں اور دو زمین والوں میں سے۔ چنانچہ میرے آسمان والے دو وزیر جبرائیل ومیکائیل ہیں اور زمین والے دو وزیر حضرت ابوبکر و حضرت عمر رضی اللہ عنہما ہیں۔

نبوت جاری رہنے کی صورت میں عمر نبی ہوتا: حضرت عقبہؓ بن عامر سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اگر بالفرض میرے بعد نبی ہوتا تو یقیناً وہ عمر بن خطاب ہوتا۔

صحابہ کا جنتی آدمی کو دیکھنا: حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے صحابہؓ سے فرمایا کہ دیکھو تمہارے سامنے ایک جنتی آدمی آیا چاہتا ہے۔ چنانچہ حضرت ابوبکرؓ آئے پھر فرمایا تمہارے سامنے ایک دوسرا جنتی آدمی آئے گا۔ پھر حضرت عمرؓ تشریف لائے۔

حضور ﷺ کا فرمان میرے بعد ابوبکر و عمر کی پیروی کرنا: حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میرے بعد میرے صحابہ میں سے ابوبکرؓ و عمرؓ کی پیروی کرنا۔ اور عمارؓ کی روش اختیار کرنا۔ اور ابن مسعودؓ کے اقوال سے استدلال کرنا۔

عمرؓ کو جنت کی بشارت: حضرت احمد ابن حنبلؒ نے سعیدؓ ابن زید کی روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ عمر في الجنة "عمر جنت میں ہے"

جنت والوں کا چراغ: ابونعیم نے حلیہ میں حضرت ابوہریرہؓ سے نقل کیا ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ

عمر سراج اهل الجنة "عمر جنت والوں کا چراغ ہے"

عمر کا کنوئیں سے زور و طاقت سے ڈول نکالنا اور مخلوق کو سیراب کرنا: بخاری و مسلم کی روایت ہے کہ نبی

کریم ﷺ نے فرمایا کہ میں نے خواب دیکھا کہ میں ایک کنوئیں کے اوپر ہوں میں نے اُس سے ڈول نکالے جتنا منشاء الٰہی تھا' پھر ڈول ابوبکر نے لیا اور ایک یا دو ڈول ضعف کے ساتھ نکالے۔ اللہ تعالیٰ نے اُس کے ضعف کو معاف کر دیا' پھر وہ ڈول عمر نے لے لیا۔ ڈول چرخہ بن گیا میں نے کوئی ایسا عجب شخص نہیں دیکھا کہ اس زور و طاقت کے ساتھ چرخہ نکالتا ہو۔ اس نے سب لوگوں کو سیراب کر دیا حتیٰ کہ اس کی تو ند نکل آئی۔

علمائے کرام نے اس کی تعبیر فتوحات اسلامیہ سے کی ہے۔

اہل جنت میں سردار ابوبکرؓ و عمرؓ: ترمذی میں حضرت علیؓ سے نقل ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ انبیاء و رسل کے سوا بقیہ سب اُدھیڑ (بڑی عمر) میں فوت ہونے والے تمام اہل جنت کے سردار ابوبکرؓ و عمرؓ ہیں۔

عمر کی نیکیاں آسمان کے تاروں کے برابر: ام المومنین حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ ایک دفعہ چاندنی رات میں حضور ﷺ کا سر مبارک میری گود میں تھا' میں نے پوچھا یا رسول اللہ ﷺ کیا کسی کی نیکیاں آسمان کے تاروں جتنی ہوں گی؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا ہاں وہ عمرؓ ہیں۔ پھر حضرت عائشہؓ نے پوچھا کہ ابوبکرؓ کی نیکیاں کہاں ہیں؟ تو حضور ﷺ نے فرمایا کہ حضرت عمرؓ کی تمام نیکیاں حضرت ابوبکرؓ کی ایک نیکی کے برابر ہے۔

عمر کو دین کامل عطا ہوا: حضرت ابوسعد خدری روایت کرتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا' میں نے خواب میں چند لوگوں کو دیکھا جنھوں نے قمیص پہنی ہوئی تھی' کسی کی قمیص سینے تک تھی' کسی کی قمیص اس سے نیچے تھی' پھر میں نے عمرؓ کو دیکھا جس کی قمیص زمین پر گھسٹ رہی تھی' تو صحابہ نے پوچھا کہ اس کی تعبیر کیا ہے' فرمایا دین ہے یعنی اللہ نے حضرت عمر کو دین کامل عطا فرمایا ہے۔

عمر کے علم کا کمال: حضرت ابن عمرؓ کی روایت ہے کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ مجھے دودھ کا پیالہ دیا گیا' میں نے اس دودھ کو پیا اور اس کا بچا ہوا حضرت عمرؓ کو دیا۔ صحابہؓ نے پوچھا کہ اس کی تعبیر کیا ہے' تو حضور نے فرمایا کہ علم ہے یعنی اللہ نے عمر کو پیغمبر کا علم عطا فرمایا۔

جنت میں سونے کا محل: حضرت انس کی روایت ہے حضور ﷺ نے فرمایا کہ میں نے خواب میں جنت میں سونے کا محل دیکھا' تو میں نے پوچھا کہ یہ محل کس کا ہے؟ تو فرشتوں نے کہا کہ یہ عمر بن خطاب کا ہے۔ حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ عمر میں تیری غیرت کی وجہ سے اس میں داخل نہ ہوا۔ اس پر حضرت عمرؓ نے رو کر کہا یا رسول اللہ ﷺ آپ سے میں کس طرح غیرت کرتا۔

عمرؓ صاحب الہام و فراست: حضرت عمر کی فہم و فراست کے بارے میں حضرت بی بی عائشہؓ سے ترمذی نے روایت کی ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا پہلی امتوں میں صاحب الہام و فہم و فراست ہوتے تھے میری امت میں ایسا کوئی ہے تو وہ عمر ہیں۔ اس حدیث سے آپ کی ذات میں یہ خوبی سب سے بڑھ کر پائے جانے کا اشارہ مل رہا ہے